مسلمان خاتون

(از عبید اللہ مبارکپوری رحمانی)

ذیل میں "الفتح" قاہرہ کے ایک مقالہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جس میں ترکی اور مصر کی مسلم خواتین کے جذبۂ یورپ پرستی کو مقالہ نگار نے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ یورپی تہذیب کا بے پناہ ہولناک سیلاب جس سرعت سے ہمہ گیر ہو رہا ہے وہ دن دور نہیں کہ ہندوستانی مسلم خواتین بھی اسی رو میں بہ جائیں بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ علی گڈھ لاہور بمبئی کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں آپ کو بے شمار مسلمان یورپ زدہ عورتیں ملینگی خدا ان کو اس ہلاکت سے بچائے اور ان کے دلوں میں اسلامی تہذیب کے باقی رکھنے کا شوق پیدا کرے۔

"مسلمان خاتون" سے مراد وہ مسلمان عورت نہیں ہے جس کے ساتھ مذہب نے ہم کو طلوع صبح اسلام کے زمانہ میں مربوط اور وابستہ کیا تھا وہ تو ہمارے لئے موجودہ دور کی مسلمان عورت پر حجت اور اس کے خلاف ہمارے لئے دلیل اور نمونہ ہے ہماری مراد مسلم خاتون سے موجودہ زمانہ کی مسلمان عورت ہے جس کے اخلاق و عادات میں زمانہ کے انقلاب کے ساتھ غیر مستحسن اور قابل افسوس نمایاں تغیر پیدا ہو گیا ہے خواہ وہ ہندوستان کی ہو یا شام و مصر کی یا ایران و ترکی کی۔ سطور ذیل میں ہم اسلامی شہروں کی انھیں یورپ زدہ عورتوں کی مختصر کیفیت انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دور حاضر میں تمام اسلامی ممالک کی (جن میں ترکی پیش پیش ہے) عورتوں میں خیال اور رجحان کی یکجہتی پائی جاتی ہے۔ ان کے امیال و عواطف ایک ہیں۔ ترقی و عروج کے مراتب حاصل کرنے میں سب متحد ہیں اور مغربی تہذیب و تمدن قبول کرنے میں ایک دوسرے سے آگے ہونا چاہتی ہیں اور اسلامی عادات اور شرعی آداب سے نفرت بڑھ رہی ہے۔

بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس دور کی عورت کو فریب دیا گیا ہے اس کے سامنے انسان نما شیطانوں نے باطل کو حق کی صورت میں ظاہر کیا ہے اور اس کو حقیقت سے بہت دور کر دیا ہے کبھی تو ذہنی ارتقاء اور تعلیمی ترقی کے نام پر اس کو فریب دیا گیا کبھی آزادی نسواں اور اس کے خیال میں اس کے غصب شدہ حقوق واپس کرانے کا سبز باغ دکھایا گیا ان گمراہ کن انسانوں کی یہ ملمع سازی کام کر گئی اور عورت نے اپنا بھی خواہ سمجھ کر ان کی شیطانی آواز پر لبیک کہا اور یورپ پرستی کے تلاطم خیز سمندر میں کود پڑی اور مغربی رسم و رواج کی تقلید اپنی زندگی کا واحد مقصد سمجھنے لگی۔ اسکول کی طالبات اور ان کی تقلید میں جاہل عورتیں تہذیب اور تمدن کے خوبصورت نام پر یورپ کے نقش قدم پر چلنے لگیں اخلاق و عادات بلکہ ہر چیز میں ان کی نقالی ترقی کا انتہائی مرتبہ سمجھا جانے لگا۔ یہ تو ان کی حقیر سی اسکولی زندگی کا نقشہ ہے اگر میٹرک یا اس سے آگے کسی درجہ کی ڈگری مل گئی اور اسکول سے نکلکر گھریلو زندگی اختیار کرنی پڑی تو بس پھر کیا پوچھنا ہے غرور و عجب کا مجسمہ ہو جاتی ہے فخر و کبر کا پتلا بن جاتی ہے کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتی۔ سارے خاندان کو بے وقوف اور جاہل

سمجھتی ہے اور ان کے اخلاق و عادات صورت شکل لباس و پوشش نشست و برخاست غرض تمام چیزوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے بلکہ گھر والوں کو وحشی خیال کرتی ہے۔ اور مغربی عادات و اطوار کی گرویدگی کے بعد نہ تو وہ مشرقی کہی جاسکتی ہے نہ مغربی نہ مسلمان نہ یہودی یا عیسائی۔

ہم نے سطور بالا میں کسی قدر جرأت سے کام لیا ہے ہمیں اس کا اعتراف ہے اس کے ساتھ ہم یہ بھی کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اس تحریر سے مسلم طالبات کی دل آزاری مقصود نہیں ہے ہم کو ان کی خوشی اور نشاط ذہنی ترقی اور سعی پیہم ملک کی ترقی کا جذبہ اور بلند ہمتی ناگوار اور غیر پسندیدہ نہیں ہے۔ ہم تو مذہبی مسائل اور اسلامی اخلاق سے ان کی بغاوت اور نفرت کو معیوب اور مذموم سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک اسلامی آداب اور شرعی حدود سے تجاوز کرنا اپنی قومی اور مذہبی کمزوری کی بین دلیل ہے جس کا انجام بجز ذلت و رسوائی کچھ نہیں ہے۔ ہمارے دل میں مسلم خواتین کی بہبودی اور بھلائی کا خالص اور اسلامی جذبہ ہے ہم ذیل کی سطور میں اخلاص اور صدق و دیانت کے ساتھ یورپ کے اثر سے انکی معاشرت اور عادات و اطوار میں پیدا شدہ افسوسناک تغیر کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔

سب سے زیادہ قابل نفرت امر یہ ہے کہ مسلم خواتین یورپ کی اندھی تقلید میں انتہائی غلو سے کام لے رہی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ آنکھ بند کر کے ان کی تقلید کرنا ہی سبقت اور عروج کا ذریعہ اور ترقی اور تمدن کا زینہ ہے۔ اگر عورت کی ترقی اور عروج کا یہ مطلب ہے کہ وہ علم حاصل کرے اور علم کے میدان میں گوئے سبقت لیجائے اور گمنامی کی چادر اتار پھینکے حتی کہ وہ ایک کامل تربیت یافتہ عالمہ اخلاق صحیحہ حسنہ کی حامل بن جائے اور یہ معلوم کرلے کہ وہ وطن اور ملک کی طرف سے مدافعت کرنے کیلئے کیونکر ایسے وطن پرست جانباز بہادر پیدا کرسکتی ہے جو ملک کو آزادی اور خود مختاری کی بلند چوٹی تک پہنچا سکتے ہیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلم خاتون کی ترقی کو یورپ کی کورانہ تقلید سے کیا لگاؤ ہے؟ ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ صورت شکل لباس اور ہیئت اخلاق و عادات امیال و عواطف میں یورپ کی نقالی سے کونسی ترقی اور عروج حاصل ہوگا؟ خدا کے لئے ہمیں بتایا جائے کہ اسلام نے اپنی حلقہ بگوش عورت کو جو آزادی بخشی ہے اس کے بعد وہ کس قسم کی آزادی چاہتی ہے؟ اسلام نے اس کو وہ حریت دی ہے کہ اب اس کو کسی حریت کی ضرورت اور حاجت نہیں ہے۔ مشتے نمونہ از خرواری عرض ہے۔

(۱) عورت جہالت کی تاریکی میں پڑی ہوئی تھی اسلام نے اس پر علم کی راہ کھولدی چنانچہ اسلام نے بے شمار متعلم اور معلم عورتیں پیدا کیا ہزارہا عورتیں طلبیہ۔ فقیہہ۔ محدثہ۔ علم قرارت کی ماہر اور شاعرہ۔ اہل قلم۔ مصنف اور صاحب عقل و رائے پیدا ہوئیں۔

(۲) مرد کی اصل کے علاوہ عورت کسی دوسری اصل سے سمجھی جاتی تھی٭ اس لئے ضروری تھا کہ اس کے ساتھ مردوں کا برتاؤ اور معاملہ نہ کیا جائے اسلام آیا اور اس نے اعلان کردیا کہ عورت اور مرد دونوں ایک جنس سے بنائے گئے

٭ یورپ میں اختلاف تھا کہ عورت مرد کی طرح انسان بھی ہے یا نہیں رد و کد اور بحث و نزاع کے بعد "روما" میں ایک علمی مجلس منعقد ہوئی جس میں اس مضمون کی قرارداد پاس ہوئی کہ "عورت نجس حیوان ہے جس کے لئے ہمیشگی ہے نہ روح" ۱۲ منہ

ہیں اور ایک اصل کی دو فرعیں ہیں ارشاد ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ (سورہ نسار) اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک اصل سے بنایا۔

(۳) اس کے حقوق غصب کرلیے گئے تھے۔ سوسائٹی اور مجلس میں حقیر اور ذلیل سمجھی جاتی تھی اسلام آیا اور اُس نے عورت کے لئے وہی حقوق مقرر کئے جو مرد کو دیئے فرمایا وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ (سورہ بقرہ) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں ای ولھن علی الرجال من الحق مثل مالرجال علیھن فلیود کل واحد منھما الی الاٰخر ما یجب علیہ بالمعروف۔ یعنی عورتوں کے حقوق مردوں پر وہی ہیں جو مردوں کے عورتوں پر ہیں پس ہر ایک کا فرض ہے کہ دوسرے کا حق جو اس کے ذمہ عائد ہوتا ہے دستور شرعی کے مطابق ادا کرے۔" ہم پوچھتے ہیں کہ اسلامی قانون نے عورت مرد کے درمیان حقوق و فرائض میں جو بے نظیر مساوات عامہ قائم کردی ہے کیا دنیائے انسان نے اس سے زیادہ جامع اور منصفانہ قانون سنا یا پڑھا ہے؟

(۴) گھر کے مال ومتاع کی طرح عورت مملوکہ جائداد سمجھی جاتی تھی اور ترکہ کی طرح تقسیم کرلی جاتی تھی اسلام نے اس بری رسم کو بند کرنے پر کفایت نہیں کیا بلکہ اس کے لئے میت کے متروکہ مال میں بہت کافی حصہ وارث کی حیثیت سے مقرر کردیا مرد کے حصے کے مقابلہ میں اس کے حصہ میں جو کمی تھی اس کو مہر کے ذریعہ پورا کردیا جس کی وہ کامل طور سے مالک ہوتی ہے اور اس میں اپنی مرضی سے ہر قسم کا تصرف کرسکتی ہے۔ اسلام نے عورت کو یہ حقوق اس زمانہ میں دیئے جبکہ تہذیب وتمدن اور آزادی نسواں کے علمبردار یورپین ممالک میں عورت ہی مرد کو مہر دیا کرتی تھی۔

(۵) یورپ کو عورت کی عبادت کی صحت اور درستی اور اس کے بہشت میں داخل ہونے میں شک وشبہ تھا یہانتک کہ اس کو ایک قرارداد کے ذریعہ عہد جدید (انجیل) پڑھنے کی ممانعت بھی کردی گئی[۱] اسلام آیا اور اس نے عورت پر عبادات کا میدان کشادہ کردیا مذہبی اور دینی کتابوں کے پڑھنے کی اجازت دیدی بلکہ تقویٰ کے تمام مراتب اور عبادت کی اعلیٰ سے اعلیٰ قسم میں عورت کو مرد کے برابر کردیا۔ کونسا روحانی درجہ ہے جہاں مرد پہنچ سکتا ہے اور اسلام نے عورت پر اس کا دروازہ بند کردیا ہو؟ خلاصہ یہ کہ عورت عبادات میں مرد کی دوش بدوش نظر آئے گی اگر آپ اس کے متعلق بصیرت اور یقین حاصل کرنا چاہتے ہیں تو سورہ احزاب کی اس آیت کو غور سے پڑھ جایئے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِیْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِیْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۔ یعنی مسلمان مرد اور مسلمان عورت ایمان دار مرد اور ایماندار عورت طاعت گذار مرد اور طاعت گذار عورت سچے مرد اور سچی عورت صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورت فروتنی کرنے والے مرد

[۱] یہ قرارداد ہنری ہشتم کے عہد میں انگریزی پارلیمنٹ میں پاس ہوئی منہ ۱۲

اور فروتنی کرنے والی عورت روزہ دار مرد اور روزہ دار عورت عفیف مرد اور عفت مآب عورت اللہ کو بہت یاد کرنیوالے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم مہیا کیا ہے۔

غور کیجئے اسلام نے مرد کیلئے جو اخلاقی روحانی دینی مراتب اور درجے مقرر کیے ہیں وہی عورت کو بھی دئیے ہیں اور بتا دیا ہے کہ ان مراتب علیا کا حاصل کرنا دونوں کیلئے یکساں ممکن ہے اور دونوں کوشش اور محنت سے ان منازل کو حاصل کر سکتے ہیں۔ گویا مرد اور عورت دونوں اسلام کی نظر میں میدان مسابقت کے دو شہسوار ہیں اور ترازو کے دو پلڑے ہیں۔ اس کی نظیر اسلام کے علاوہ کسی شریعت اور ملت قوم اور جماعت میں نہیں مل سکتی۔ انصاف پسند اصحاب پھر غور کریں کہ اسلام کے مندرجہ بالا قانون اور عورت کی عبادت کی صحت اور اس کے دخول جنت کے مشکوک ہونے کے درمیان کس قدر فرق عظیم ہے۔

(۲) عورت کو اپنے ذاتی مال سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں تھا اسلام نے اس کو اس کی اجازت دیدی اور مردوں کی طرح اس کو بھی تجارت کرنے اور مال کمانے کا حق عنایت کیا اس طرح وہ انسانی زندگی کی بقا کے قوی ترین وسیلہ مال میں ہر قسم کا تصرف کرنے میں آزاد اور خود مختار ہو گئی جبکہ فرانسیسی عورت اپنی ذاتی مملوکہ دولت میں بھی شوہر کی اجازت اور مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو عروج و کمال کے انتہائی درجہ اور آخری مرتبہ تک پہنچا دیا اور اس کو ایسی حریت اور حقوق و مراتب عطا کیے ہیں کہ اس کو کسی حق طلبی کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں ہے اس لئے مسلمان عورت کا اپنے کسی حق یا آزادی کا مطالبہ مذہب اور دین سے جہالت کا ثبوت ہے اور اسلامی احکام سے کھلی ہوئی سرکشی اور بغاوت ہے اور اپنے اخلاق و عادات کا بگاڑنا ہے اور مغربی طرز معاشرت کی طرف اندھے ہو کر بھاگنا ہے جس کا سبب ہمارے خیال میں ایک اور صرف ایک امر ہے اس کو ترقی و عروج تہذیب و تمدن کے نام پر فریب دیا گیا ہے وہ خوشی اور نشاط سے اچھل پڑی اور یورپین عورتوں کی طرح لغو اور بیہودہ مطالبات کے ساتھ مشرق نے اس کے خیال میں اس کے ساتھ جس بے انصافی اور بار گراں سے اس کے ناتوان کندھوں کو بوجھل بنا رکھا ہے اس کے ہٹا دینے کا مطالبہ کرنے لگی۔ آخر میں ہم اخلاص کے ساتھ مسلم خواتین سے التماس کرتے ہیں کہ وہ یورپ کی کورانہ تقلید چھوڑ دیں کیونکہ کمال کی آخری منزل اور تمدن کے انتہائی مرتبہ تک پہنچانے کیلئے دین قیم نے صنف نازک کو جو مراعات اور حقوق ساڑھے تیرہ سو برس سے دے رکھے ہیں اس کو ہر قسم کی حق طلبی اور حریت خواہی سے بے نیاز کر رہے ہیں چنانچہ ہم نے سطور بالا میں صنف لطیف سے متعلق جن نصوص کا ذکر کیا ہے وہ ہماری کھلی ہوئی تائید کر رہے ہیں ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو یورپ کی نقالی کے شوق سے بچائے اور دین متین اور شریعت غراء کی اطاعت کا جذبہ بخشے۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔